جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے بیشمار جلوے ظاہر ہو چکے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ رفروری ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ۔ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

یہ دنیوی زندگی امتحان اور ابتلاء کی زندگی ہے۔کبھی ہمارا رب بخشش کرتا، عطا کرتا، دیتا اور دیتا ہی چلا جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ہم نے اس کی عطا کو کیسے اور کس رنگ میں خرچ کیا۔ دنیوی نعمتوں کے نتیجہ میں ہمارا دماغ کہیں بہک تو نہیں گیا ''دنیا'' نے دنیوی متاع کے سبب ہمیں اپنی طرف تو نہیں کھینچ لیا اور اللہ تعالیٰ سے ہمارا بُعد تو نہیں پیدا ہو گیا۔ خدا کے بندے (اگر ساری دنیا بھی خدا کے بندوں کے قدموں میں ڈھیر کر دی جائے) اپنے دل اور اپنی روح کا تعلق اپنے رب کریم سے قطع نہیں کرتے۔

اور کبھی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ آزمائشیں بھی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تکلیف کے وقت میرے بندے مجھ سے منہ تو نہیں موڑ لیتے اور وہ اس وقت ثبات قدم دکھاتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ان حالتوں میں مُهْتَدِیْ یعنی ہدایت یافتہ وہ شخص یا وہ جماعت ہوتی ہے (یعنی سیدھی راہ پر چلنے والی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فلاح کو حاصل کرنے والی جماعت) جن پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں تسلسل کے ساتھ نازل ہوتی چلی جاتی ہیں اور یہ وہ گروہ ہے کہ جس وقت کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کسی مصیبت سے ڈرتے نہیں جس وقت اللہ تعالیٰ

امتحان لیتا ہے اور جس وقت اللہ کا بندہ اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے انتہائی کامیابیوں کی بشارتیں بھی ملتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں بھی اس تسلسل کے ساتھ اس پر نازل ہوتی ہیں کہ ایک رحمت اور برکت کے بعد دوسری رحمت اور برکت کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کی صلوات اور اس کی برکتیں اور اس کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح اس پر نازل ہوتی ہیں۔ امتحانوں کے وقت ثباتِ قدم ہمت اور عزم کا کام ہے اور مومن کی تو سرشت ہی یہ ہے کہ دنیا کی ہزار بلائیں نازل ہو جائیں وہ خدا تعالیٰ کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا بلکہ اس سے چمٹا رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے فضلوں کا وارث ہوتا ہے اور جس وقت یہ پختگی جماعت میں پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ امتحان کے ذریعہ اور ابتلاء کے نتیجہ میں اپنی جماعت کو پختہ پاتا اور ان کو ثابت قدم دیکھتا ہے تو پھر قومی لحاظ سے اور اجتماعی طور پر یہ ایک ایسی کیفیت اور حقیقت ہے کہ جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (المجادلۃ: ۲۲) کہ جو منصوبہ مَیں نے اس دُنیا میں اپنے بندوں کے لئے بنایا اور جس مقصد کیلئے مَیں نے اپنے انبیاء کو مبعوث کیا اس میں میری جماعتیں ہی کامیاب ہوتی ہیں اور میرا منصوبہ ہی کامیاب ہوتا ہے اور اگر ساری دنیا کی طاقتیں بھی مل جائیں اور اکٹھی ہو کر حملہ آور ہوں تو ''احزاب'' کی ہلاکت کی جو پیشگوئی تھی (اور جس کے پورا ہونے کا نظارہ دُنیا نے ایک خاص موقع پر حضرت خاتم الانبیاءؐ کے زمانہ میں دیکھا اس موقع کی یاد جب ہمارے سامنے آتی ہے تو وہ نظارہ بھی سامنے آجاتا ہے) وہ پوری ہو جاتی ہے وہ تو اس بات کی ایک علامت ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی جماعت غالب آتی ہے اور ہر وہ طاقت جو اس کی جماعت سے ٹکّر لیتی ہے ناکام ہوتی ہے لیکن فراخی کے دنوں میں کہ جب ابتلاء اور امتحان کا وقت نہ ہو عاجزانہ زندگی گذارنا اور امتحان کے اوقات میں خدا کے لئے اور خدا سے اپنے تعلق کے اظہار کے لئے گردنیں اونچی کر کے چلنا اور دنیا کی کسی طاقت کے رعب میں نہ آنا یہ چیز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک منصوبہ بنا کر ایک مہم جاری کی اور یہ مہم اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کی مہم ہے اس زمانہ میں لوہے یا مادی تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ اسلام کی روحانی تلوار کے ساتھ ساری دنیا میں اسلام

کو غالب کرنے کے لئے مہدی معہود کی بعثت ہوئی۔ اپنا تو کچھ نہیں تھا اور نہ ہے سب کچھ خدا تعالیٰ کی عطا ہے۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا انسانیت کے دل میں آپ کی زندگی کا مقصد اور بعثت کا مقصد یہی ہے۔ اتنے عظیم مقصد کے ہوتے ہوئے وہ طاقتیں جو اندھیرے کی پروردہ ہیں اور روشنی سے نفرت رکھتی ہیں خاموشی سے نہیں بیٹھ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی ایک رنگ میں اپنی جماعت کو آزماتا ہے اور کبھی دوسرے رنگ میں کبھی دنیا کے دُکھ اس کی نعمتوں کے تلے دب جاتے ہیں اور بظاہر فراخی ہی فراخی برکتیں ہی برکتیں اور رحمتیں ہی رحمتیں نظر آتی ہیں اس وقت بھی اللہ کا بندہ غرور اور تکبّر سے کام نہیں لیتا نہ خود پسندی اور ریاء کا مظاہرہ کرتا ہے کبھی ان نعمتوں کے ساتھ آزمائش کا دَور بھی آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت تو اپنے بندے کے ساتھ رہتی ہے اور اس کا قادرانہ ہاتھ اس کی حفاظت بھی کر رہا ہوتا ہے لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دُکھ دیئے گئے اور وہ آزمائشوں میں ڈالے گئے اور تکلیفوں میں مبتلا کئے گئے اور ان پر ایک جرار دشمن حملہ آور ہو گیا لیکن دھواں چھٹتا ہے اور روشنی ظاہر ہوتی ہے تو غلبہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کو ہی ہوتا ہے۔

پس قرآن کریم کے بعض حصوں میں جو بشارتیں دی گئی ہیں اور جن کی طرف میں اس وقت اشارہ کر رہا ہوں ان بشارتوں کا اہل بننے کیلئے آپ کے دلوں میں یقین محکم قائم ہونا چاہیئے اور جماعت کے اندر اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کی ذہنی کیفیت پیدا ہونی چاہیئے۔ اپنے محدود دائرہ میں بھی کہ مثلاً کبھی اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کا ایک حصہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اپنے وسیع دائرہ میں بھی یعنی کبھی خدا تعالیٰ کی جماعتیں اجتماعی رنگ میں خود کو اندھیروں کے سامنے پاتی ہیں۔ ظاہر ہے جب اندھیرا سامنے ہو تو اندھیرا دور کرنے کے لئے جہاں سے نور مل سکتا ہے اس طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ ہمارا تو وجود ہی کچھ نہیں بلکہ اِنَّا لِلّٰہِ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہر ضرورت کے وقت اور ہر حالت میں اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں جب موت نے آنکھیں ڈالیں تو انہوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شاہراہ ترقیٔ اسلام اور غلبہ اسلام پر اپنی حرکت کو اور بھی تیز کر دیا۔ یہی گذشتہ چودہ سو سال میں ہوتا رہا ہے اور یہی اب ہو رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہوتا رہے گا

جب تک کہ اسلام ساری دُنیا پر غالب نہ آجائے۔ یہ تو خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہے گا۔ حضرت مسیح موعود مہدیٔ معہود علیہ السلام یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی پیارے روحانی فرزند کی بعثت ہی اس غرض کیلئے ہوئی ہے لیکن آپ کی جماعت سے منسلک ہو جانے کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کو اپنے وجود میں مشاہدہ کر لینے کے بعد جو ذمہ داریاں عُسر اور یُسر کی حالت میں ہم پر عائد ہوتی ہیں ان کو سمجھنا اُن کو پہچاننا اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہمارا فرض ہے۔ بحیثیت جماعت تو کامیابی کے علاوہ کوئی امکان نہیں کیونکہ جماعت احمدیہ ایک خاص مقصد کیلئے پیدا کی گئی ہے اور اس نے بہر حال اس مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ بحیثیت فرد یا گروہ (یعنی جو چھوٹا سا گروہ جماعت میں پیدا ہو) ان کیلئے بعض دفعہ فکر کی بات پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ انفرادی طور پر کمزوری دکھا جاتے ہیں وہ خدا کی طرف رجوع کرنے کی بجائے بندوں کی طرف رجوع کر لیتے ہیں یا ایسا خیال ان کے دل میں گذرتا ہے لیکن ہمارا تو کامل توکل اپنے رب پر ہے ہمارا کامل بھروسہ اپنے ربّ پر ہے ہمارا مرجع ہمارا رب ہے اور رب کے علاوہ ہر چیز ہماری نگاہ میں لاشئی اور نیست ہے اور کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہم خوش ہیں اسلئے کہ ہم اُسی کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی عمل یا اپنی کسی قربانی کے نتیجہ میں خود کو اس کی گود میں پاتے ہیں۔

پس جو سارے عالمین کو پیدا کرنے والا اور ساری طاقتوں کا منبع اور سرچشمہ ہے جب اس کے ساتھ ہمارا تعلق ہے تو بے وقوف ہے وہ انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ الٰہی سلسلہ اس کے رعب میں بھی آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں آسکتا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ و بفضلہٖ کبھی آئے گا لیکن ہماری ذمہ داری بڑی ہے اور اس کی طرف بار بار توجہ دلانی پڑتی ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ نہیں دیکھا۔ بہت سے ایسے ہیں جن کے ذہنوں میں ۱۹۵۳ء کے حالات بھی نہیں ہوں گے۔ ہم اس وقت لاہور میں تھے (مَیں اپنی بات کر رہا ہوں یعنی مَیں اور میرے کچھ ساتھی) اور ۱۹۵۳ء میں حالات ایسے تھے کہ اگر کوئی احمدی اس وقت یہ کہتا کہ ظاہری حالات ایسے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے تو ہم سمجھتے کہ اس کے دماغ پر اثر ہو گیا ہے کیونکہ ظاہری حالات ایسے نہیں تھے لیکن باطنی حالات ایسے تھے یعنی الٰہی تقدیر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ

جو انسان کو صرف دُنیا کی آنکھ رکھنے والے انسان کو نظر نہیں آتا وہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہوسکتا۔ ۱۹۵۳ء میں اتنا ہنگامہ تھا کہ گویا ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی۔ اَب اس پر بہت لمبا عرصہ گذر گیا یعنی بیس سال کے قریب گویا آج سے دس سال پہلے جو بچہ پیدا ہوا تھا اور آج دس سال کا ہے یا اُس وقت جماعت میں جو بچّے پیدا ہوئے تھے اور اب وہ بیس اکیس سال کے جوان ہیں ان کو تو اِن حالات کا پتہ نہیں اور نہ وہ سمجھ سکتے ہیں لیکن ان ہنگاموں کا نتیجہ یہی نکلا کہ ۱۹۵۳ء کے بعد جماعت ہر لحاظ سے سینکڑوں گُنا زیادہ ہوگئی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے حالات ہیں۔ واقعات وقت گذرنے کے ساتھ تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں کیونکہ وقت تو چل رہا ہے ٹھہرا ہوا نہیں اور تاریخ کا جاننا اور خصوصاً اپنی تاریخ کا جاننا ہم سب کیلئے ضروری ہے کیونکہ کسی انسان یا کسی جماعت کی زندگی اپنے ماضی سے کلیتہً منقطع نہیں ہوتی۔ مجھے یہ احساس ہے کہ بہت سے احمدی گھروں میں سلسلہ کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات دہرائے نہیں جاتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بعض جگہ خود ان واقعات کی تصویر کھینچی ہے۔ ان واقعات کو بچوں کے سامنے دہرانا چاہیئے۔ جماعت کی مخالفت میں دنیا کو اسّی سال ہوگئے ہیں اور جماعت کو اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے اسّی سال ہو گئے ہیں اور ان کوششوں کو بھی اسّی سال ہوگئے ہیں جو جماعت کو مٹانے میں لگی ہوئی ہیں اور ان ناکامیوں کو بھی اسّی سال ہوگئے ہیں جو ہر روز ان مخالفانہ حرکتوں کے نصیب میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہماری یہ ایک معمور تاریخ ایک کامیاب تاریخ ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آج میں نے یا جماعت کے کسی اور صاحب نے کھڑے ہو کر یہ باتیں بتا دیں بلکہ دنیا نے خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی قدرت کے نظارے دیکھے ہیں اور خدائی طاقتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور مشاہدہ کر رہی ہے۔ وہ جو اکیلا تھا اور کوئی اس کی قدر نہ پہچانتا تھا آج ساری دنیا میں اُس کی آواز گونج رہی ہے اور اُسی کی آواز گونج رہی ہے اور اس کے علاوہ اَور کوئی آواز نہیں جو اس طرح ساری دنیا میں گونج رہی ہو۔

پس ان بچوں کو جو ہمارے لعل ہیں اور جن کی مثال ہیرے جواہرات سے دی جاتی ہے

بلکہ جو جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی وجود ہیں ان کو ان کا مقام پہچاننے میں مدد دیا کرو اور ان واقعات کو اپنے گھروں میں بار بار دہرایا کرو۔ انسان بھول جاتا ہے وہ بعض دفعہ بیس دن کی بات بھی بھول جاتا ہے غرض جتنی کسی ذہن میں کسی بات کی اہمیت کم ہوتی ہے اتنی جلدی وہ اُسے بھول جاتا ہے۔ اب مثلاً ننانوے فیصد دوست یہاں ایسے ہوں گے جن کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کل دوپہر انہوں نے کیا کھایا تھا کیونکہ ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس وقت انہوں نے کچھ کھایا اور اپنی بھوک کا مداوا کرلیا اور وہ کھانا ان کی جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کا ایک ذریعہ بن گیا۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن جو ہماری روح کی غذا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اور اس کی رحمتوں کا نزول اس کو تو ہم نہیں بھول سکتے یعنی ایک طرف تو ہماری جسمانی غذا کے چند بے اہمیت لقمے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت اور اس کے پیار کے جلوے کہ جن سے زیادہ اہمیت رکھنے والی کوئی چیز نہیں اور ان کے درمیان دوسری چیزیں ہیں جتنی کسی چیز کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ وہ یاد میں رہتی ہے اگر کسی کے دماغ میں کوئی بات نہ ہو جس کیلئے ذکرّ کا حکم ہے تو وہ اسے یاد کس طرح رکھ سکتا ہے؟ مثلاً ایک بچہ ہے اس کے ذہن میں تو وہ واقعہ موجود ہی نہیں جو اس کی پیدائش سے پہلے یا اس کے شعور سے قبل واقع ہو چکا۔ چنانچہ سینکڑوں، ہزاروں بلکہ بے شمار ایسے واقعات ہیں، ایسے حقائق زندگی ہیں جن میں سے ہر حقیقت زندگی اللہ تعالیٰ کے پیار کا ایک جلوہ ہمارے سامنے رکھتی ہے اور اس میں تیزی پیدا ہو رہی ہے۔ ظاہر میں تو شدّت ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شدید القویٰ ہے لیکن اس دُنیا میں قبولیت کے لحاظ سے بھی اس کے اثر میں شدت پیدا ہو رہی ہے۔ ایک فرد واحد تھا جس کو کہا گیا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا جس کو کہا گیا تھا کہ اس کثرت سے تیری طرف خلائق کا رجوع ہوگا کہ راستے ہموار نہیں رہیں گے۔ اسکے علاوہ اور ہزاروں پیشگوئیاں ہیں۔ اب دیکھ لو اس کا نام اپنے گاؤں سے نکلا اور دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ براہین احمدیہ کی طباعت کے وقت میں امرتسر مطبع میں جاتا تھا تو راستے میں کوئی مجھے پہچانتا بھی نہیں تھا اور نہ کوئی پوچھتا تھا کہ ہے کون اور کیا کرنے جا رہا ہے اور مطبع کا مالک

بھی میری پیشین گوئیوں کو پڑھتا تھا اور حیران ہوتا تھا کہ اس قسم کا انسان جس کو کوئی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میری طرف خلائق کا رجوع ہوگا اور میں مرجعِ عالم بن جاؤں گا اور میری آواز دُنیا میں گونجے گی براہین احمدیہ میں بہت سی بنیادی پیشگوئیاں ہیں جنہیں سن کر دنیا حیران ہوتی تھی اور تعجب میں پڑتی تھی اور آپ فرماتے ہیں کہ کسی کی نظر بھی میری طرف نہیں اٹھتی تھی ایک بظاہر غیر معروف وجود جو دنیا کی نگاہ میں غیر معروف تھا اور اپنے پیدا کرنے والے رب کا آلۂ کار بننے والا تھا جسے سوائے اس کے رب کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج دیکھو اس حالت سے اس کے رب نے اس کو نکال کر کیسی شہرت عطا فرمائی۔ اس وقت بھی ہماری اس مسجد میں باوجود اس کے کہ کچھ دوست کاموں کی وجہ سے کچھ بیماری کی وجہ سے یہاں نہیں بھی ہوں گے پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں سامعین موجود ہیں۔

غرض جس کو کسی وقت ایک آدمی بھی نہیں پہچانتا تھا ایک مقام پر اس کے متبعین میں سے جمعہ کے وقت مسجد میں ہزاروں افراد جمع ہوگئے پھر مغربی افریقہ کے دورہ میں اس سے بڑے بڑے مجمعوں میں مَیں نے جمعہ کے خطبے دیئے صحیح تعداد تو مجھے یاد نہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ سالٹ پانڈ میں ایک جمعہ میں کم وبیش بیس ہزار کی تعداد میں احباب شامل ہوئے اور لیگوس میں ایک جمعہ میں کثیر تعداد میں احمدی احباب موجود تھے جو چھوٹا ہال تھا وہ بھرا ہوا تھا سکول کے کمرے بھرے ہوئے تھے درمیان کا صحن بھی بھرا ہوا تھا غرض وہاں آدم ہی آدم تھا اور وہ نمائندے تھے جماعت کے سب افراد تو نہیں تھے۔ پس جہاں تک خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمت کا سوال ہے اس کے بے شمار جلوے جماعت احمدیہ پر ظاہر ہو چکے ہیں لیکن کیا یہ بے شمار جلوے ہمارے ذہنوں میں اور ہماری نوجوان نسل کے ذہنوں میں موجود رہتے ہیں جس کے بعد انسان اللہ تعالیٰ سے روگردانی نہیں کرسکتا اور جس کے بعد انسان کے دل میں سوائے خدا کے اور کسی کی قدر اور پیار باقی نہیں رہتا۔ یہ باتیں گھروں میں اجتماعوں میں اور جلسوں میں اور جب ان کے بچے اکٹھے ہوتے ہیں دہرانی چاہئیں۔ اب اگلی نسل کو سنبھالنے کا وقت آ گیا ہے چھوٹے بچوں کو ایک ایک دو دو چھوٹے چھوٹے واقعات ایسے رنگ میں سمجھائے جائیں کہ وہ سمجھ جائیں اور چوتھی اور پانچویں اور اس سے بڑی جماعت والے بچوں کے لئے ان واقعات پر مشتمل کتابیں

شائع ہونی چاہئیں اور بچوں کے لئے کافی مواد موجود ہے جس کا استعمال ہونا چاہیئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لے گئے وہاں کے علماء ظاہر نے آپ سے کہا کہ ہم سے مناظرہ کر لو یعنی ایک دوسرے کے مقابلہ میں تقریریں ہونی چاہئیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مَیں تمہارا مہمان ہوں اسلئے امن قائم رکھنے کی ذمہ داری تمہیں اٹھانی چاہیئے۔ چونکہ یہ ایک معقول بات تھی اس لئے علماء ظاہر نے یہ مطالبہ مان لیا اور قول دیا کہ ہم یہ ذمہ داری اٹھائیں گے لیکن اس وعدے کے باوجود جس وقت آپ تیار ہو کر اس مقام پر جانے لگے جہاں گفتگو کرنی تھی تو بعض لوگوں نے آپ کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا وہاں دو صحن تھے وہ لوگ باہر کے صحن کا دروازہ توڑ کر اندر گئے اور اندر کے صحن کا دروازہ توڑ رہے تھے کہ انہیں کسی نامعلوم غیبی طاقت نے روکا اور وہ واپس چلے گئے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ صرف بارہ آدمی تھے لیکن سینکڑوں کا مجمع آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے ان علماء ظاہر کو کہلا بھیجا کہ اب میں نے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا ہے۔ جہاں چاہو میں آجاؤں گا تم لوگوں نے جو ذمہ داری لی تھی اس کو تم نباہ نہیں سکے اور معاملہ الٹ ہو گیا۔ انہوں نے کہا جامع مسجد میں آجاؤ دہلی کی جامع مسجد بہت بڑی ہے اور بے تحاشا ہجوم وہاں اکٹھا ہو چکا تھا جو اَن پڑھ تھے اور جن کو فساد اور فتنہ کے لئے اکسایا گیا تھا وہاں آپ بارہ آدمیوں کو لے کر پہنچ گئے۔ حکومت نے بھی حفاظت کا کچھ سامان کیا ہوا تھا لیکن اس مجمع کے سامنے کچھ درجن پولیس والے تو نہیں ٹھہر سکتے تھے۔

غرض انہوں نے وہاں بھی بات نہیں کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب تبادلۂ خیال کرنے لگے اور جب وہ مقصد پورا نہ ہوا تو آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں واپس آگئے اور جو بظاہر دنیوی رنگ میں آپ کی حفاظت کے لئے افسرِ اعلیٰ وہاں موجود تھا وہ زخمی ہو گیا اور آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے کسی کو خراش بھی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ پر اتنا اعتماد اور توکّل تو خدا تعالیٰ کا ایک مامور ہی کر سکتا ہے یا اس کے وہ ماننے والے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے ایسی طاقت بخشتا ہے کہ نہ وہ طاقت اس نے فولاد میں رکھی ہے اور نہ ایسی سختی اس نے ہیرے میں رکھی ہے۔ سختی اس معنی میں کہ وہ دل بد اثرات کو قبول نہیں کرتے اور

نہ فتنہ پردازوں سے وہ خوف کھاتے ہیں۔

بہرحال یہ ایک عظیم واقعہ ہے جو بتاتا ہے کہ اصل حفاظت کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے کیونکہ جو خدا نے کہا وہ پورا کر کے دکھایا اور پھر اس قدر نامساعد حالات میں کہ انسان کا دماغ اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس نے جو بشارتیں دیں وہ پوری ہوگئیں ہو رہی ہیں اور ہوتیں رہیں گی یہاں تک کہ احمدیت اپنے مقصد کے قیام میں کامیاب ہوجائے اور یہ مقصد اسلام کا ساری دنیا میں غلبہ ہے۔ اس وقت تک یہ باتیں پوری ہوں گی لیکن اپنے بچوں کو بتاؤ تو سہی کہ کیا واقعات گزر گئے خدا تعالیٰ کے پیار کے وہ حسین جلوے اور دُنیا پر خدا تعالیٰ کی طاقت کے وہ مہیب جلوے کہ جن کے نتیجہ میں خُدا نے ایک طرف جماعت کو اپنے سایۂ رحمت میں داخل کر لیا اور دوسری طرف مخالفوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ یہ ایک دن کی روئداد تو نہیں ہے ہماری اسی سالہ زندگی ان واقعات سے بھری پڑی ہے اس اثناء میں بعض لوگ وفات پا گئے۔ ان واقعات سے انسانی زندگی کا ہر لحظہ بھرا پڑا ہے لیکن کتنے بچے ہیں! جو ان کا علم رکھتے ان واقعات کا علم رکھنے کے بعد ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی ہیبت بیٹھی ہوئی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور رجوع کرنے والے ہیں اور جس کی وجہ سے ان کے دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے خوف نہیں کھاتے اور جس کے نتیجہ میں وہ سمجھتے ہیں کہ ہر خیر کا منبع اور ہر نیکی کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس سے ہر قسم کی بھلائی مِل سکتی ہے اور اس نے قرآن کریم کو اس لئے نازل کیا ہے کہ ہمیں اس سے ہر قسم کی خیر بھلائی اور نیکیاں ملتی رہیں اور جس نے اپنے بندوں کے لئے اس دنیا میں بھی ایک حسین جنّت کو پیدا کیا اور مرنے کے بعد بھی اس نے ایک حسین جنّت ہمارے لئے تیار رکھی ہوئی ہے۔

پس جب تک یہ ساری چیزیں نئی نسل اور نئی پود کے سامنے نہیں آئیں گی وہ اپنے مقام کو نہیں پہچانیں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نباہ سکیں گے اور ہر احمدی کو بڑوں اور چھوٹوں سب کو اپنی ذمہ داری نباہنی چاہیئے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مقام کو پہچانتے ہوں گے اور چونکہ چھوٹوں کو بھی اپنی ذمہ داری نباہنی چاہیئے اس لئے ہم امید رکھتے ہیں کہ ان کے ماں باپ ان کے کانوں میں ایسی باتیں ڈال کر انہیں اس قابل بنا دیں گے کہ وہ اپنے مقام کو

پہچانیں وہ اگر اپنے مقام کو نہیں پہچانیں گے تو اپنی ذمہ داریوں کو بھی نہیں پہچانیں گے اور اگر اپنی ذمہ داریوں کو نہیں پہچانیں گے تو خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کے وارث نہیں بنیں گے جو ایک احمدی فرد اور احمدیہ جماعت کے لئے بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہیں۔خدا تعالیٰ کے پیار کا تو ایک سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے کچھ لوگ اس کے کنارے کھڑے اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھا رہے ہیں کچھ روحانی تیراک اس میں غوطہ زن ہیں اور اس کی تہہ میں سے ہر قسم کے موتی نکال رہے ہیں کچھ ذرا دور کھڑے ہیں جن کو کچھ شبہ ہے اور نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے پیار کا یہ ایک سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن جن کو اس کا کوئی تجربہ نہیں اس لئے کہ ان کے ماں باپ نے ان کی تربیت میں غفلت برتی اور اس وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے پیار سے محروم ہونے کے خطرہ میں پڑے ہوئے ہیں۔غرض جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کرنے والے ہیں ان کے لئے بشارتیں ہیں ان کے لئے صلوات برکتیں اور رحمتیں مقدر ہیں ان کے لئے انتہائی فلاح اور کامیابی مقدر ہے وہ ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کا رجوع ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی زندگی کے ہر لحہ کی حرکت ہے۔خدا تعالیٰ کا پیار ہر آن ان پر ظاہر ہوتا اور اپنے حسن میں اپنے نور میں اور اپنی قدرت میں ان کو لپیٹ لیتا اور لپیٹے رکھتا ہے۔

پس دُنیا ہمارے دل میں کوئی خوف پیدا نہیں کر سکتی دنیا کی لالچ ہمیں اپنے محبوب آقا یعنی ربّ کریم سے دُور نہیں لے جاسکتی۔دُنیا کے منصوبے ہمیں ناکام نہیں کر سکتے دنیا کی مخالفتیں ہماری راہ میں روک نہیں بن سکتیں دنیا کی تدابیر ہمیں اپنے رب کے پیار سے محروم نہیں کر سکتیں اور ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے اور ہماری یہ دعا ہے کہ ہماری نوجوان نسل اور پھر بعد کی نسلیں ہماری نوجوان نسلیں ہمیشہ اپنے مقام کو پہچانتی رہیں۔اپنے رب کریم کے پیار کو حاصل کرتی رہیں اس کے دامن کو ہمیشہ پکڑے رکھیں اس کی رحمتوں کے ہمیشہ وارث بنے رہیں اور ان کے لئے جو جنّت تیار کی گئی ہے دُنیا کا کوئی حربہ ان کو اس سے محروم کرنے والا نہ ہو۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا کرے کہ ہم اپنے مقام کو کبھی نہ بُھولیں اور خدا کرے کہ اس کا نور ہمارے سروں پر ہمیشہ سایہ کرتا رہے اور اس کی رحمت کی چادر ہمیشہ لپیٹے رکھے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰؍جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۶)